بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ انقلاب کیونکر ہو؟

پچھلی دو صحبتوں میں "انقلابِ عظیم کی ضرورت" اور "دنیا کے ہر گوشے میں انقلاب کی ضرورت" پر روشنی ڈالی جا چکی ہے اور ثابت کیا جا چکا ہے کہ درحقیقت ان انقلابات کی اشد ترین ضرورت ہے اور یہ جب تک نہیں ہو جاتا موجودہ مذہبی و اصلاحی جدوجہد سے وہ نہیں ہو سکتا جس کی ضرورت ہے۔

قرآن مقدس کی تعلیمات کی آنکھ پر لگنے والے اور آگے بڑھنے والے کے لیے راستہ صاف ہے اور اب ایک ہی سوال باقی رہ جاتا ہے کہ "یہ انقلاب کیونکر ہو؟" اس میں کوئی شک نہیں کہ آج جو عالم طاری ہے اور جو روزمرہ انسانوں کے خیالات پر مستولی ہے اور آج جس طرح سے ذہنیتیں انقلاب میں ان کو بھینچتے ہوئے ہیں اس کو بڑے عزم اور استقلال سے کام لینا ہوگا کیونکہ مقابلہ علماء اور سلاطین کا ہی نہیں بلکہ دوسری قسم کے سارے قومی اور ملکی کارکنوں سے بھی نمٹنا ہے اُن کے خلاف بھی جدوجہد کرنی ہے۔ پہلا کام ان سب کے خیالات کا تبدیل کرنا ہے۔ اُن کے روزمرہ کو بدلنا ہے اُن کے سارے کئے ہوئے کاموں پر پانی پھیرنا ہے۔ حقیقی اصلاح کو اصل مقصد قرار دینا ہے اور دکھانا ہے کہ یہ کوئی معمولی کام نہیں اور کوئی آسان بات نہیں بلکہ دنیا اور دنیا والوں سے مقابلہ کرنے کی مصداق ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی جو آج حالت ہے اس کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ اگر انبیاء مرسلین کی بعثت مبارک کا سلسلہ ختم نہ ہو چکا ہوتا تو یقیناً کسی اولوالعزم نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت تھی تاکہ وہ ایک مرتبہ پھر دنیا کے اندر اپنی پیغمبرانہ طاقت سے انقلاب فرما دیتے مگر ہمارا ایمان و یقین ہے کہ آج ساڑھے تیرہ سو برس ہوئے کہ یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔

دنیا کے اندر انقلاب کی ضرورت ہے اور ختمِ نبوت ہو چکی" اس لیے ہمیں اب اس کا بدل تلاش کرنا ہے جو عالمگیر بھی ہو ہمہ گیر بھی ہو اور یقینی بھی ہو یعنی وہ انسانوں کے غور و فکر کا نتیجہ نہ ہو انسانوں کی مدد کا محتاج نہ ہو بلکہ خدا کی طرف سے ہو اور اس کو روح القدس کی تائید حاصل ہو۔

ان سب اوصاف سے متصف اس آسمان کے نیچے اور اس زمین کے اوپر ایک چیز اور صرف ایک چیز ہے جس کا نام قرآن ہے وہ ایسی قوت ہے جو ہمالیہ سے بھی زیادہ قوی ہے اور جو اس سے ٹکراتا ہے وہ خود پاش پاش ہو جاتا ہے اور وہ ایسا سمندر ہے کہ جو کوئی اس سے مقابلہ کرتا ہے غرق ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید بحیثیت موصوف ہے کیونکہ وہ ہمہ صفت موصوف خدا کا کلام ہے اور صفت ذات سے الگ نہیں ہوا کرتی پس اس کی صداقت کے ساتھ ہم اس بات کا دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ اس کے اندر خدائی طاقت موجود ہے اور وہ جس کے پاس ہوتا ہے خدائی طاقت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ تنہا بھی ہو تو تنہا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ایسی ذات ہے جو غالب ہے غالب و توانا ہے اور جس کا مقابلہ کوئی طاقت نہیں کر سکتی اور ایسی ایسی اکھنٹ دنیا ہے۔ اور دنیا والے بھی اس کے ایک چشم ابرو کے اشارے پر تہس نہس ہو جائیں گے۔ ان بطش ربک لشدید۔ فعال لما یرید۔ واللہ یفعل ما یشاء وغیرہ صرف اسی ذات مبارک کی شان مبارک ہے۔

قرآن علم بھی ہے اور معلم بھی اور عمل کی طاقت پیدا کرا دینے والا بھی وہ جو کچھ دعویٰ کرتا ہے اس کا خود ہی ثبوت بھی پیش کرتا ہے اور اس کے نتائج کے برآمد ہونے کے لیے باہر سے کسی چیز کی حاجت نہیں ہوتی نادانوں کو وہ سب کچھ بخش دیتا ہے تہی دستوں کو مالامال کر دیتا ہے ناتوانوں کو توانائی بخشتا ہے گرے ہوؤں کو اٹھاتا ہے سوتے ہوؤں کو جگاتا ہے پست کو بلند کرتا ہے اور مغلوب کو غلبہ بخشتا ہے۔

جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے ان دعووں کے لیے قرآن مجید خود ہی ثبوت بھی ہے لیکن نئی روشنی والے اگر خارجی ثبوت بھی چاہتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی مبارک کی تاریخ کے صفحات پر مطالعہ کر سکتے ہیں کہ کس

کم سے کم تاریخ پر تو ان کا ایمان ضرور ہے اگرچہ ہمارے لیئے ایمان بالقرآن کافی ہے۔

چونکہ ہر زمانہ کے لیئے خواہ وہ کسی قدر تہذیب، ترقی اور علم و اختراع کا حامل اور علم بردار ہو ان سب کے لیئے قرآن مجید ہی معجزہ، حکمت اور رہنما و رہبر ہے اس لیئے جس طرح ہزاروں چیزوں کے تجربات کیے جا چکے ہیں ایک تجربہ قرآن کے دعووں کے ثبوت کا اور سہی۔

اگر کوئی شخص یہ سوال کرتا ہے کہ آخر دنیا چل ہی رہی ہے اس قرآنی انقلاب کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ پہلے اپنے سوال پر دوبارہ غور کرے کیونکہ حقیقت حال کے سمجھنے میں اُس نے غلطی کی ہے اور اگر عقل و فہم نے اسکو معذور نہیں کر دیا ہے تو ہم بھی سمجھا دے سکتے ہیں اس کے لیئے ہمارے پاس وہ امر ہیں جس سے کسی بڑے سے بڑے دہریئے کو بھی انکار کرنے کی مجال نہ ہوگی۔

دہریہ اگرچہ نہیں مانتا مگر عقل سلیم اور دنیا کا ایک بڑا حصہ اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ مخلوقات کا خالق کوئی ضرور ہے۔ نظم عالم اور کائنات کا یہ عظیم الشان کارخانہ اور ساری سلیقہ شعاریاں ضرور ہیں اور اُن کا پورا ہونا، ایک سے دوسرے کا مربوط سلسلہ کسی ذات علیم، آمر مطلق اور فہم و ادراک سے وراء الوراء ہستی کے ہاتھ میں ہے اور وہی خدا ہے۔

چونکہ نوع انسانی کے ہر فرد کا خالق خدا ہے اس لیئے وہی اس کا مستحق ہے کہ ان سے جو چاہے کام لے اور جس چیز سے چاہے روکے۔ اسی غرض کے پورا کرنے کے لیئے قرآن ہے اس لیئے قرآن کے حکموں پر سر جھکانا گویا اپنے پیدا ہونے کے مقصد کو اور پیدا کرنے والے کے منشا کو پورا کرنا ہے لہذا بڑی وجہ انقلاب کی یہی ہے کہ ایسا ضرور ہونا چاہیئے۔

دوسری وجہ جو ایک دہریہ کے لیئے بھی کارآمد اور ضروری ہے وہ یہ کہ اگر خالق کے منشا اور فرمان کے بموجب انسان زندگی بسر نہیں کرتا ہے بلکہ وہ اپنی مرضی، جماعتوں کی رائے، پنچایتوں اور عدالتوں کے فیصلے، اور حکومتوں کے احکامات کے سامنے سر جھکاتا ہے تو انسان ہو کر انسان کا محکوم بنتا ہے براہ راست یا بالواسطہ اپنے پیدا کرنے والے کا محکوم نہیں بنتا اور یہ بات انسانیت کے ارفع و اعلیٰ مرتبہ کے شایان شان نہیں۔ اسی نظریے کے دوسرے حصہ میں بڑی بات بھی پوشیدہ ہے کہ دنیا کی خواہ کوئی بڑی سے بڑی ہستی کی سلطنت اور قاعدہ و قانون کی۔

اتباع ہو اُسکے نتائج صرف یہ نہیں کہ محض دین اور قرآن دنیا کے ساتھ ساتھ دین کے مرحلے بھی طے کراتا ہی یعنی دنیا کی بادشاہت بھی بخشتا ہے اور دوسری زندگی جس سے دہریہ کو بھی مفر نہیں یعنی مرنے کے بعد کی خوشحالی کو بھی بحال رکھتا ہے۔

اگر دہریہ کہتا ہے کہ ہمکو اسکی ضرورت نہیں کیونکہ وہ بنا آپ خالق اور پیدا آپ چلے نہیں تاہم دنیا کی کثیر آبادی یہی چاہتی ہے اور کثیر لوگ ہیں جنکا خیال نہیں چاہتا کہ اسکو ایک ہی زندگی حاصل ہوتی ہے جو اسکی مرضی پر نہیں ہوتی اور جسکی بہتری کبھی کم نہیں ہوتی اور یہ معلوم ہے کہ اسکے لئے دنیا نہیں ہے کیونکہ مشاہدات ہی شاہد ہیں کہ ایک مرتبہ موت ہی کو بے بسی سارا مزا کرکرا کرنے کیلئے ہی کیا کم ہے برعکس اسکے قرآن جس دوسری زندگی کی خبر دیتا ہے اسکو کہتا ہے کہ جس طرح دنیا کی نعمتیں ختم ہونیوالی نہیں ہیں اسی طرح وہاں موت بھی نہیں ہے کیونکہ موت موت آنے چکی ہوگی یا موت جانور کی شکل میں ذبح کی جائیگی۔ دوسری دنیا کی نعمتیں اور زندگی درحقیقت انسانوں کی خواہشات کا عکس ہیں اور عین مدعا انسانوں کا جو چاہتا ہے اُسکو قرآن دوسری دنیا میں دینے کا وعدہ کر رہا ہے پھر اس سے انکار کیوں ہو؟۔

مشہور لطیفہ ہے کہ کسی دہریے نے ایک خدا پرست سے پوچھا کہ دوسری دنیا کی بہار پر ایمان رکھنے سے کیا فائدہ؟ خدا پرست نے جواب دیا کہ اگر تمہارے عقیدے کے مطابق مرنے کے بعد کچھ نہیں ہے تب بھی خدا پرستی سے ہمارا کچھ نقصان نہیں ہو سکتا لیکن اگر ہمارے عقیدے کے مطابق جنت اور جنت کی بہاریں موجود ہیں تو اس وقت ہم تو جنت میں ہونگے لیکن تمہارا عقیدہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کریگا۔؟

اس جملہ معترضہ کے بعد تکلیف پھر یہ کہنا ہے کہ دوسری دنیا کی بہتری کے جو کچھ وعدے قرآن مجید میں ہیں وہ انسان کی فطرت، ایمان اور انسان کی خواہش کے مطابق ہیں پس اس سے انکار اور محرومی حقیقی نقصان کی بات ہے {ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر}

میں کچھ اوپر کہا ہے دین اسلام مدعا نہیں بلکہ ضرورت ہے چند باتیں بطور دلائل کے پیش کی گئی ہیں تاہم اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دنیا جو کچھ ترقی کر گئی ہے وہ ابھی تکمیل کا علم نہیں ہے، ان علوم کا مکمل نہیں ہے خدا کی مرضیات کا پتہ لگانے کا آلہ نہیں ہے لہٰذا انقلاب عظیم کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں انقلاب عظیم کی ضرورت ہے اور دنیا کے ہر گوشہ میں انقلاب کی ضرورت ہے اور یہ سوال بھی حل ہو چکا کہ یہ انقلاب کیونکر ہو۔ یعنی کہنا یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے، جو کہ ان خوبیوں کی جامع ہو قرآن کا حربہ لیکر قرآن کی روشنی میں آگے بڑھے اہل عزم و استقلال کے ساتھ قرآن کو سامنے رکھکر ہر طرف سے آنکھ بند کرکے وہ جو چاہے قرآن ہی پر عمل پیرا ہو قرآن ہی اسکی خضر راہ بن جائیگا اور ان اسباب کے فراہم کرنے کے اسباب فراہم کردیگا جن سے انقلاب عظیم برپا ہو روئے زمین پر حکومت الٰہی قائم ہو جائے، انسان عبدیت الٰہی کا جامہ پہن لے۔ اور دنیا محبت الٰہی سے ارضی بہشت بن جائے۔

عبرت

جوش ملیح آبادی

اک گدا کی زبان پہ ہے قرآن — واہ کیا شانِ کبریائی ہے
کل فروغِ حیات تھا جو کلام — مُردنی اُس پہ آج چھائی ہے
جرسِ کارواں تھا کل جو سخن — آج آدِ شکستہ پائی ہے
کل جو قرآن تھا افسرِ شاہی
آج وہ کاسۂ گدائی ہے

ایمان اور قرآن

(ابو محمد مصلح)

اسلام کے اصول پہ ایقان ہی نہیں — ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان ہی نہیں
اگلوں کی آن اگلوں کی وہ شان ہی نہیں — راہِ خدا میں مٹنے کا ارمان ہی نہیں
جیتے ہیں اس طرح سے کہ مرتے ہوں جس طرح — اجسام ہر طرح سے ہیں مگر جان ہی نہیں
کیا ذکر آج کا کہ نہیں خیر کل کی بھی — بنتی ہے جس سے قوم وہ سامان ہی نہیں
لے دے کے ایک چیز تھی وہ بھی نہیں رہی آہ!
یعنی کہ پاس آپ کے قرآن ہی نہیں